111794-حج بدل کے احکام اور ضوابط

سوال

ہمارے ملک میں کچھ ایسے حج گروپ ہیں جو حج بدل کی سہولت پیش کرتے ہیں، یعنی ہم انہیں نقدی رقم دیتے ہیں-یہی حج کرنے کیلئے رقم ہوتی ہے-اور پھر اہل علم افراد ہماری طرف سے حج کرتے ہیں، تو کیا یہ جائز ہے ؟

پسندیدہ جواب

بہت سے لوگ حج بدل میں تساہل سے کام لیتے ہیں، جبکہ حج بدل کیلئے خاص ضوابط، شرائط اور احکامات ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں، اللہ تعالی سے امید ہے کہ ان سے فائدہ ہوگا :

1-حجۃ الاسلام (فرض حج) کی ہر لحاظ سے طاقت رکھنے والے شخص کی جانب سے حج بدل نہیں کیا جاسکتا۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس بات پر اجماع ہے کہ فرض حج کی طاقت رکھنے والے شخص کی طرف سے کوئی دوسرا شخص حج نہیں کرسکتا، ابن منذر کہتے ہیں : اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس پر حجۃ الاسلام ہو اور وہ اسکے ادا کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو، تو اسکی طرف سے کیا جانے والا حج کفایت نہیں کریگا" انتہی

"المغنی" (185/3)

2-حج بدل ایسے مریض کی جانب سے کیا جائے گا جس کے شفایاب ہونے کی امید نہ ہو، یا بدنی طور پر عاجز ہو، یا میت کی طرف سے حج بدل کیا جائے گا، کسی غریب، یا سیاسی اور امنی طور پر عاجز شخص کی جانب سے حج بدل نہیں کیا جاسکتا۔

نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جمہور علمائے کرام اس بات کے قائل ہیں کہ حج میں میت، اور شفایابی سے مایوس عاجز کی جانب سے نیابت کی جاسکتی ہے، قاضی عیاض نے مالکی فقہاء کی ان احادیث-جن میں میت کی جانب سے روزہ رکھنا اور حج کرنے کا ذکر ملتا ہے-کی مخالفت میں انکی جانب سے ایک عذر پیش کیا ہے کہ یہ روایت مضطرب ہے، اور یہ عذر باطل ہے، کیونکہ حدیث میں کوئی اضطراب نہیں، اور اسکے صحیح ہونے کیلئے امام مسلم کا اپنی صحیح میں ذکر کرنا ہی کافی ہے"

"شرح النووي على مسلم" (27/8)

جس حدیث کی جانب نووی رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے کہ بعض مالکی علماء اس پر اضطراب کا حکم لگایا ہے، وہ حدیث یہ ہے : عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک خاتون نے آکر کہا : "میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی صدقہ میں دی تھی، اور پھر وہ فوت ہوگئیں"، تو آپ نے فرمایا : (تمہیں تمہارا اجر مل گیا ہے، اور وراثت کی وجہ سے لونڈی تمہارے پاس پھر واپس آگئی ہے) اس نے کہا : "اللہ کے رسول! میری والدہ پر ایک ماہ کے فرض روزے تھے، تو کیا میں یہ روزے انکی طرف

سے رکھوں ؟ "آپ نے فرمایا : (اسکی طرف سے روزے رکھو) پھر اس نے کہا : "میری والدہ نے کبھی بھی حج نہیں کیا ، توکیا میں اسکی طرف سے حج کر سکتی ہوں ؟ "آپ نے فرمایا : (اسکی طرف سے حج کرو) مسلم (1149)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"حج میں نیابت کے قائلین تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ کسی کی طرف سے فرض حج نہیں کیا جاسکتا ، سوائے فوت شدگان ، یا فالج کے مریضوں کے ، چنانچہ ان میں وہ مریض شامل نہیں ہوسکتے جن کے شفایاب ہونے کی امید ہے ، اور نہ ہی مجنون ؛اس لئے کہ اسکے افاقہ کی امید ہے ، نہ ہی قیدی ؛اس لئے کہ وہ جیل سے باہر بھی آسکتا ہے ، اور نہ ہی فقیر ؛اس لئے کہ وہ بھی غنی ہوسکتا ہے " انتہی

"فتح الباری "(70/4)

دائمی کمیٹی کے علماء سے پوچھا گیا :

کیا کوئی مسلمان جس نے پہلے اپنا حج کیا ہوا ہو چین سے تعلق رکھنے والے اپنے کسی رشتہ دار کی طرف سے حج کر سکتا ہے ؟ کیونکہ وہ شخص حج کی ادائیگی کیلئے سفر کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا ۔

توانہوں نے جواب دیا :

"ایسا مسلمان جس نے اپنا حج ادا کرلیا ہے وہ کسی دوسرے کی طرف سے حج کر سکتا ہے ، جیسے کہ وہ عمر رسیدہ ہے ، یا ایسی بیماری میں مبتلا ہے جس سے شفایاب ہونے کی امید نہیں ، یا وہ فوت ہوچکا ہے ؛اس بارے میں صحیح احادیث موجود ہیں ، اور اگر جس کی طرف سے حج کا ارادہ ہے وہ کسی عارضی رکاوٹ کی وجہ سے حج کی ادائیگی نہیں کر سکتا مثلاً : ایسی بیماری اسے لاحق ہے جس سے شفایابی کی امید ہے ، یا کوئی سیاسی عذر ہے ، یا سفر کیلئے راستہ پر امن نہیں وغیرہ ؛ تو ایسی شکل میں اس کی جانب سے حج کرنا کافی نہیں ہوگا " انتہی

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز ... شیخ عبد الرزاق عفیفی ... شیخ عبد اللہ بن قعود .

"فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والإفتاء "(11/51)

3-مالی طور پر عاجز شخص کی طرف سے حج بدل نہیں ہوسکتا ؛اس لئے کہ غریب آدمی سے حج ساقط ہوجاتا ہے ، جبکہ حج بدل بدنی طور پر عاجز شخص کی طرف سے کیا جاسکتا ہے ۔

دائمی فتاوی کمیٹی کے علماء سے پوچھا گیا :

کیا کسی کیلئے جائز ہے کہ وہ مکہ سے دور رہائش پذیر اپنے کسی رشتہ دار کی طرف سے عمرہ یا حج کرے ؟ اور اسکے پاس مکہ آنے کیلئے وسائل نہیں ہیں ، لیکن بدنی طور پر وہ خود طواف وغیرہ کر سکتا ہے ۔

توانہوں نے جواب دیا :

"آپ کے سوال میں مذکور رشتہ دار پر حج اس وقت تک واجب نہیں جب تک وہ مالی طور پر حج کی طاقت نہ رکھتا ہو ، اور اس کی طرف سے حج یا عمرہ کرنا جائز نہیں ہے ؛اس لئے کہ اگر وہ خود مشاعر تک پہنچ جائے تو وہ خود ہی انکی دائیگی کر سکتا ہے ، جبکہ حج و عمرہ میں نیابت میت یا جسمانی طور پر عاجز شخص کی طرف سے ہوتی ہے " انتہی

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز... شیخ عبد الرزاق عفیفی... شیخ عبد اللہ بن غدیان.

"فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء "(11/52)

4-کوئی شخص بھی اس وقت تک کسی کی طرف سے حج نہیں کرسکتا جب تک اس نے اپنی طرف سے حج نہ کرلیا ہو، اور اگر اس نے اپنا حج کرنے سے پہلے کسی کی طرف سے کیا تو وہ اُسی کی طرف سے ہوگا، کسی دوسرے کی طرف سے نہیں ہوگا۔

دائمی فتوی کمیٹی کے علماء نے کہا :

"کسی انسان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی طرف سے حج کرنے سے پہلے کسی کی طرف سے حج کرے، اس کی دلیل ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا : "میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں" آپ نے فرمایا : (کیا توں نے اپنی طرف سے حج کیا ہے ؟) اس نے کہا : "نہیں" آپ نے فرمایا : (پہلے اپنی طرف سے حج کرو، پھر شبرمہ کی طرف سے کرنا)" انتہی

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز.. شیخ عبد اللہ بن غدیان

"فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء "(11/50)

5-ایک خاتون کسی مرد کی طرف سے حج کرسکتی ہے، جیسے کہ مرد کسی خاتون کی طرف سے حج کرسکتا ہے۔

دائمی فتوی کمیٹی کے علماء نے کہا :

"حج میں نیابت جائز ہے، بشرطیکہ نیابت کرنے والے نے پہلے اپنا حج کرلیا ہو، ایسے ہی اس عورت کیلئے بھی حج ضروری ہے جسے آپ رقم اس لئے دے رہے ہیں کہ وہ آپ کی والدہ کی طرف سے حج کرے، اس لئے کہ عورت حج میں کسی دوسری عورت یا مرد کی طرف سے نیابت کرسکتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دلائل ثابت ہیں" انتہی۔

"فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء "(11/52)

6-کسی کیلئے یہ جائز نہیں کہ ایک حج دو یا زیادہ افراد کی طرف سے کرے، ہاں عمرہ اپنے لئے کرلے یا کسی اور کیلئے اور حج کسی تیسرے شخص کیلئے کرسکتا ہے۔

دائمی کمیٹی کے علماء کہتے ہیں :

"حج میں میت یا ایسے زندہ کی طرف سے نیابت جائز ہے جو حج کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، اور کسی کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ ایک حج کرکے دو شخصوں کی جانب سے کردے، اس لئے کہ حج صرف ایک شخص کی طرف سے ہوسکتا ہے، لیکن اگر حج ایک شخص کی طرف سے ہو اور عمرہ کسی اور کی طرف سے کرے تو یہ جائز ہے، بشرطیکہ اس نے اپنا حج یا عمرہ پہلے سے کیا ہوا ہو" انتہی

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز... شیخ عبد الرزاق عفیفی... شیخ عبد اللہ بن غدیان..... شیخ عبد اللہ بن قعود.

"فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء "(11/58)

7-کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ حج بدل کا مقصد مال لینا ہو، بلکہ مقصد حج اور مشاعر مقدسہ میں پہنچ کرا پنے بھائی کی طرف سے حج کر کے اس پر احسان کرنا ہو۔

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"حج میں کسی کی طرف سے نیابت کرنا سنت رسول میں موجود ہے، اس لئے کہ ایک خاتون نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، اور کہا: اللہ تعالی کی جانب سے اپنے بندوں پر فریضہ حج میرے والد پر ابھی باقی ہے، اور وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا تو کیا میں اسکی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: (ہاں)،

اور حج میں رقم کے بدلے میں نیابت کرنے کے بارے میں یہ ہے کہ: اگر انسان کا مقصد صرف رقم کا حصول ہے تو اس کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "جس نے صرف اس لئے حج کیا کہ کھانے پینے کو مل جائے گا، تو اس کیلئے آخرت میں کچھ نہیں ہے" اور جو اس لئے رقم لیتا ہے تا کہ حج کر سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اس لئے نیابت کرنے کیلئے رقم وصول کرتے ہوئے نیت یہ ہو کہ یہ رقم اس کیلئے حج کے دوران مددگار رہوگی، اور یہ بھی نیت کرے کہ جس کی طرف سے حج کر رہا ہے اسکی ضرورت پوری ہوگی، اس لئے کہ جو حج بدل کروا رہا ہے وہ ضرورت مند ہے، اور اسے خوشی ہوتی ہے جب اسے کوئی حج بدل کرنے والا مل جاتا ہے، اس لئے حج بدل کرنے والے کو حج کی ادائیگی کے ذریعے احسان کی نیت کرنی چاہئے" انتہی

"لقاءات الباب المفتوح "(89/السؤال 6)

ایسے انہوں نے کہا :

"بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ کچھ لوگ دوسروں کی طرف سے حج صرف اور صرف مال کمانے کی غرض سے کرتے ہیں، اور یہ ان کیلئے حرام ہے؛ اس لئے کہ عبادات کو دنیا کمانے کی غرض سے نہیں کیا جاسکتا، فرمانِ باری تعالی ہے :

(مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ. أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ)

ترجمہ: جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہے تو ہم ایسے لوگوں کو دنیا میں ہی ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے دیتے ہیں اور وہ دنیا میں گھاٹے میں نہیں رہتے [15] یہی لوگ ہیں جن کا آخرت میں آگ کے سوا کچھ حصہ نہیں۔ جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا وہ برباد ہوجائے گا اور جو عمل کرتے رہے وہ بھی بے سود ہوں گے۔ ہود/15،16

(فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ)

ترجمہ: پھر لوگوں میں کچھ تو ایسے ہیں جو کہتے ہیں: ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں سب کچھ دنیا میں ہی دے دے۔'' ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ بقرہ/200

اس لئے اللہ تعالی اپنے بندے سے کوئی ایسی عبادت قبول نہیں کرتا جس کا مقصد اللہ کی ذات نہ ہو، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت گاہوں کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنانے سے روکا ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا: (جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد میں خرید و فروخت کر رہا ہے، تو تم اسے کہو: اللہ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے)، چنانچہ اگر عبادت گاہ کو جائے تجارت بنانے پر اس کے خلاف بددعا کی جارہی ہے کہ اللہ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے، تو اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے عبادت کو ہی ذریعہ تجارت بنا لیا، گویا کہ اس نے حج کو سامانِ تجارت بنا دیا ہے، یا جیسے اس نے کسی کا گھر یا دیوار بناتے ہوئے اس نے اپنی پیشہ ورانہ مہارت دیکھائی ہے!! آپ دیکھو گے کہ جسے آپ نائب بنانا چاہتے ہو وہ اس پر بھاؤ لگانا شروع ہوجاتا ہے، کہ یہ رقم تو تھوڑی ہے! مجھے فلاں شخص اس سے زیادہ دے رہا تھا!، یا فلاں نے مجھے حج کیلئے اتنی رقم دی تھی!، وغیرہ وغیرہ، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس شخص

نے عبادت کو ایک پیشہ بنا لیا ہے ، اسی لئے حنبلی فقہاء نے صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ : کسی شخص کو اجرت دے کر حج بدل کروانا درست نہیں ہے ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں : جو شخص بھی حج مال کے حصول کیلئے کرتا ہے اس کے لئے آخرت میں کچھ بھی نہیں ، ہاں اگر کسی دینی مقصد سے وہ رقم لیتا ہے ، مثال کے طور پر اسکی نیت ہے کہ میں اپنے بھائی کی طرف سے حج کر کے اسے فائدہ پہنچاؤں گا ، تو ٹھیک ہے ، یا اسکا مقصد مشاعر میں پہنچ کر زیادہ سے زیادہ عبادت ، ذکر کرنا ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے ، یہ نیت درست ہے "

جو لوگ حج میں نیابت کرنے کیلئے کسی سے رقم لیتے ہیں ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی نیت خالص کر لیں ، انکا مقصد بیت اللہ کا حج کرنا ہو ، اللہ کا ذکر اور دعائیں کرنا انکا مقصد ہونا چاہئے ، اور ساتھ میں ایک مسلمان کی حاجت کو پورا کرنا بھی مقصد میں شامل ہونا چاہئے ، انہیں چاہئے کہ مال کمانے کی نیت سے دور ہو جائیں ، لہذا اگر انکی نیت صرف مال کمانا ہے تو ان کیلئے نیابت کرتے ہوئے رقم کی وصولی درست نہیں ہے ، چنانچہ جوں ہی انکی نیت درست ہوگی تو جو کچھ بھی انہیں دیا جائے گا وہ اسی کا ہے ، اِلّا کہ باقی بچ جانے والی رقم کی واپسی کیلئے شرط لگا دی جائے " انتہی

"الضیاء اللامع من الخطب الجوامع "(2/477،478)

8-جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور وجوبِ حج کی شرائط مکمل ہونے کے باوجود فریضہ حج ادا نہ کر سکے ، تو اسکی طرف سے اسکے مال میں سے حج کروانا ضروری ہے ، چاہے اس نے حج کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

دائمی کمیٹی کے علمائے کرام کہتے ہیں :

"جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور وجوبِ حج کی شرائط مکمل ہونے کے باوجود فریضہ حج ادا نہ کر سکے ، تو اسکی طرف سے اسکے مال میں سے حج کرنا ضروری ہے ، چاہے اس نے حج کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو ، چنانچہ اگر اسکی طرف سے کوئی ایسا شخص حج کر دیتا ہے جس کا حج کرنا درست ہو ، اور اس نے پہلے اپنی طرف سے حج کیا ہوا ہو تو میت کی طرف سے اسکا حج کرنا درست ہوگا ، اور میت سے فرض کی ادائیگی کیلئے کافی ہوگا " انتہی

شیخ عبد العزیز بن باز ، شیخ عبد الرزاق عفیفی ، شیخ عبد اللہ بن غدیان ، شیخ عبد اللہ بن منیع .

"فتاوی اللجنۃ الدائمۃ "(11/100)

9-کیا حج بدل کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا کہ وہ بھی ایسے ہی واپس آئے گا جیسے اسکی ماں نے آج ہی اُسے جنم دیا ہو؟

دائمی کمیٹی کے علمائے کرام کہتے ہیں :

"حج بدل کرنے والے کے بارے میں یہ کہنا کہ اسے اپنا حج کرنے کے برابر ثواب ملے گا ، یا کم یا زیادہ تو یہ معاملہ اللہ سبحانہ وتعالی کے سپرد ہے " انتہی

شیخ عبد العزیز بن باز ، شیخ عبد الرزاق عفیفی ، شیخ عبد اللہ بن غدیان ، شیخ عبد اللہ بن منیع .

"فتاوی اللجنۃ الدائمۃ "(11/100)

ایسے ہی انہوں نے کہا : جس شخص نے اجرت لے لیکر یا بغیر اجرت لئے کسی کے لئے حج کیا تو اسکا ثواب اُسی کو ملے گا جس کی طرف سے حج یا عمرہ کیا ہے ، اور حج یا عمرہ بدل کرنے والے کیلئے بھی بہت ہی عظیم ثواب کی امید کی جا سکتی ہے ، جو اسے اسکے اخلاص اور نیت کے مطابق ملے گا ، اور جو کوئی بھی مسجد الحرام تک پہنچ جائے اور وہاں کثرت سے نوافل ادا

کرے، اور دیگر عبادات بھی سر انجام دے اس کیلئے اخلاص کی بنیاد پر اجر عظیم کی امید کی جا سکتی ہے" انتہی

"فتاوی اللجنۃ الدائمۃ"(11/77، 78)

امام ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

داود کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا : میں نے سعید بن مسیب کو کہا : ابو محمد!ان دونوں میں سے کس کو ثواب ملے گا، حج بدل کرنے والے کو یا جس کی طرف سے حج کیا جا رہا ہے اسکو؟ تو سعید نے کہا : بیشک اللہ تعالی ان دونوں کو دینے کی وسعت رکھتا ہے۔

ابن حزم کہتے ہیں : سعید رحمہ اللہ نے سچ کہا۔

"المحلی"(7/61)

اعمالِ حج سے ہٹ کر حج بدل کرنے والا جو کوئی بھی عمل کریگا اسکا ثواب اِسی کرنے والے کو ملے گا، مثلاً : حرم میں نمازوں کی ادائیگی، قرآن مجید کی تلاوت، وغیرہ سب کا ثواب اِسی کرنے والے کو ملے گا نہ کہ جس کی طرف سے حج کیا جا رہا ہے۔

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"مناسک سے متعلق تمام اعمال کا ثواب اسی کو ملے گا جس نے اسے حج میں اپنا وکیل بنا کر بھیجا ہے، جبکہ اسکے علاوہ نمازوں کا اضافی اجر اور نفلی طواف اور قراءت قرآن کا ثواب اِسی کو ملے گا جو حج کر رہا ہے" انتہی

"الضیاء اللامع من الخطب الجوامع"(2/478)

10- مستحب یہ ہے کہ اولاد اپنے والدین کی طرف سے حج کریں، اور قریبی رشتہ دار اپنے عزیز کیلئے، لیکن اگر پھر بھی کوئی کسی کو اجرت دے کر حج کیلئے بھیج دیتا ہے تو جائز ہے۔

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا :

میں چھوٹا سا تھا اس وقت میری والدہ فوت ہوگئیں تھیں، تو میں نے ایک با اعتماد شخص کو انکی جانب سے حج کرنے کیلئے اجرت دے کر بھیج دیا تھا، میرے والد بھی فوت ہو چکے ہیں، میں نے اپنے کچھ اقارب سے سنا ہے کہ انہوں نے حج کیا تھا۔

تو کیا میرے لئے جائز ہے کہ میں کسی کو اپنی والدہ کی طرف سے حج کرنے کیلئے بھیج دوں، یا مجھے خود ہی انکی طرف سے حج کرنا ہوگا؟ ایسے ہی کیا میں اپنے والدین کی طرف سے حج کروں، اور میں نے سنا ہے کہ انہوں نے پہلے حج کیا تھا؟

تو انہوں نے جواب دیا :

"اگر تم خود جا کر حج کرو اور شرعی طور پر مکمل مناسک کو اہتمام کے ساتھ ادا کرو تو یہ واقعی افضل ہے، اور اگر کسی با اعتماد شخص کو آپ اجرت دیکر انکی طرف سے حج کروا دیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔

افضل یہی ہے کہ آپ انکی طرف سے حج اور عمرہ دونوں کریں، ایسے ہی آپ جسکو بھیج رہے ہیں وہ انکی جانب سے حج اور عمرہ کریں، یہ آپکی طرف سے اپنے والدین کیلئے نیکی اوراحسان ہوگا، اللہ تعالی آپ سے اور ہم سے تمام نیکیاں قبول فرمائے" انتہی

"فتاوی الشیخ ابن باز"(408/16)

11-کسی کی طرف سے حج کرنے کی یہ شرط نہیں ہے کہ حج کرنے والے کو اسکے نام کا علم ہو، بلکہ صرف اسکی طرف سے نیت ہی کافی ہے۔

دائمی کمیٹی کے علماء سے پوچھا گیا:

میرے عزیز واقارب میں تقریباً چار افراد ہیں چچا، اور دادا، ان میں خواتین اور مرد دونوں شامل ہیں، جن میں سے کچھ کے ناموں کا مجھے نہیں پتہ، اور میں چاہتا ہوں کہ انکی طرف سے حج بدل کیلئے کچھ لوگوں کو اپنے ذاتی خرچے پر بھیج دوں، تو میں کیا کروں؟

تو انہوں نے جواب دیا:

"اگر صورتِ حال ایسے ہی ہے جیسے آپ نے ذکر کی تو جن خواتین وحضرات کے نام آپ جانتے ہو ان کے بارے میں تو کوئی اشکال نہیں، اور جن مرد وخواتین کے ناموں کا آپکو علم نہیں آپ انکی عمر، اور اوصاف کو مد نظر رکھتے ہوئے انکی طرف سے نیت کرسکتے ہیں، حج بدل کیلئے صرف نیت ہی کافی ہے، چاہے آپکو انکے ناموں کا علم نہ بھی ہو" انتہی

"فتاوی اللجنۃ الدائمۃ"(11/172)

12-جس شخص نے کسی کو اپنی طرف سے حج کیلئے وکیل بنایا تو اُسے آگے کسی اور شخص کو وکیل بنانے کی اجازت نہیں ہے اِلّا کہ وکیل بنانے والے کی رضا مندی حاصل ہوجائے۔

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"کسی بھی نیابۃً حج کرنے والے کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی اور کو وکیل بنائے چاہے تھوڑی یا زیادہ رقم دے یہاں تک کے وکیل بنانے والے کی طرف سے اجازت حاصل کرلے" انتہی

"الضیاء اللامع من الخطب الجوامع"(478/2)

13-کیا نفل حج کیلئے نیابت ہوسکتی ہے؟

علمائے کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے، چنانچہ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ نیابت صرف اور صرف فرض حج ہی میں ہوسکتی ہے۔

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اگر آدمی نے فرض ادا کرلیا ہو اور اسکا ارادہ بنے کہ کسی کو اپنی طرف سے نفل حج یا عمرہ کرنے کیلئے بھیجے، تو اس بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے، کچھ علماء نے اسے جائز قرار دیا ہے اور کچھ نے منع قرار دیا، میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ یہ منع ہی ہے، اس لئے کسی کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی کو اپنی طرف سے نفل حج یا عمرہ کرنے کیلئے وکیل بنائے؛ اس لئے عبادات میں اصل یہ ہے کہ انسان خود یہ عبادات کرے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی اپنی طرف سے روزے رکھنے کیلئے وکیل مقرر نہیں کرسکتا-ہاں اگر کوئی فوت ہوجائے اور اس پر فرض روزے باقی ہوں تو اسکی طرف سے ولی روزے رکھے گا- بعینہ حج ہے، اور حج ایک ایسی عبادت ہے جو انسان خود اپنے بدن سے کرتا ہے، یہ کوئی مالی عبادت نہیں ہے جس میں اصل

ہدف محتاج شخص ہوتا ہے، اور جب عبادت بدنی ہو کہ انسان خود اسے ادا کرے تو کوئی بھی دوسرا شخص اسکی طرف سے ادا نہیں کر سکتا ما سوائے ان عبادات کے جن کے بارے میں سنت میں بیان کر دیا گیا، جبکہ نفل حج کے بارے میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں جس میں کسی کی طرف سے نفل حج کرنے کی اجازت دی گئی ہو، یہی موقف امام احمد سے منقول دو روایات میں سے ایک ہے، میری مراد کہ انسان کسی کو نفل حج یا عمرہ میں اپنی طرف سے وکیل نہیں بنا سکتا چاہے وہ خود قادر ہو یا نہ ہو"

اور جب ہم اس قول پر قائم رہیں گے تو اس سے صاحبِ حیثیت اور جسمانی طاقت رکھنے والے لوگوں کو رغبت ملے گی کہ وہ خود اپنی طرف سے حج کریں؛ اسی لئے کچھ لوگ کئی سالوں تک مکہ نہیں جاتے صرف اس بات پر اعتماد کرتے ہوئے کہ ہم تو ہر سال اپنی طرف سے حج بدل کروا دیتے ہیں، تو اس سے ہر سال حج رہ جاتا ہے کہ اس نے اپنی طرف سے حج کیلئے وکیل بنا دیا ہے" انتہی

"فتاوی إسلامیۃ"(2/192، 193)

14- حج بدل کیلئے قابل اعتماد، سچے اور امین لوگوں کو تلاش کیا جائے، جنہیں مناسک حج کا علم بھی ہو۔

دائمی کمیٹی کے علمائے کرام کہتے ہیں :

"جو شخص کسی کو اپنا نائب مقرر کرنا چاہتا ہے، اسے چاہیئے کہ دیندار، امین لوگوں کو تلاش کرے اور انہی کو اپنا نائب مقرر کرے، تا کہ واجبات کی ادائیگی کے حوالے سے اسکا دل مطمئن رہے"

"فتاوی اللجنۃ الدائمۃ"(11/53)

واللہ اعلم.